فوت شدگان کیلئے قرآن خوانی

اور

ایصال ثواب کا حکم

قسط نمبر ۱

تحریر: ابو حماد

ترجمہ: الشیخ حبیب الرحمن خلیق

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفرلکم ذنوبکم والله غفور رحیم۔ (آلایة) ماآتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتہوا۔

فرمادیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کروہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جو تم کو رسول اللہ ﷺ دیں تو اس کو پکڑلو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

زیارت قبور کے سلسلہ میں مسنون طریقہ

۱۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہوجاتے اور فرماتے

استغفروا لاخیکم، وسلوالہ التثبت فانہ الان یسئل۔ (حدیث حسن)

اپنے بھائی کیلئے بخشش طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو (کیونکہ) اس سے اب سوال کیا جارہا ہے۔

۲۔ ابو داؤد اور اس کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے جب میت کو قبر میں اتارا تو فرمایا "بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ" (حدیث حسن) اللہ کے نام کے ساتھ اور ملت رسول اللہ پر۔

ان مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتی کہ آپ حضور نے یا آپ کے صحابہ میں سے کسی نے قبر پر کوئی سورت پڑھی ہو جیسا کہ آج کل قراء کا طریقہ مروج ہے۔

۳۔ ایسا ہی حضرت ابوہریرہ سے مسلم میں روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ محترمہ کی قبر کی زیارت فرمائی خود بھی روئے اور اپنے آس پاس والوں کو بھی رلایا اور فرمایا

استا ذنت ربی فی ان استغفرلها فلم یاذن لی واستأذنته فی ان ازور قبرها فاذن لی، فزوروا القبور فانها تذكر الموت وفی روايۃ۔ فان فيها عبرة فانها تزهد فی الدنيا وتذكر الاخرة۔

ترجمہ: میں نے اپنے پروردگار سے ان کیلئے مغفرت کی دعا کی اجازت طلب کی تھی تو وہ مجھے نہ ملی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی جو مجھے مل گئی تو قبروں کی زیارت کیا کرو وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اس میں عبرت ہے یہ دنیا سے کنارہ کشی اور آخرت یاد دلاتی ہے۔ تو حدیث میں قبروں کی زیارت اور مردوں کیلئے سلامتی کی اور عبرت پکڑنے کی دلیل تو موجود ہے نہ کہ فاتحہ اور اس کے علاوہ کچھ اور پڑھنے کی۔

تو ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کی طرف سے بخشش کی دعا تو ثابت ہے لیکن

قرآن کریم کی تلاوت نہیں اور حدیث شریف سے قبروں کی زیارت کے وقت دعا کرنا ثابت ہے جو کہ

السلام علیکم دارقوم مؤمنین۔ وانا ان شاء الله بکم للاحقون۔ (صحیح مسلم)

اے مومنو کی جماعت تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں یہ کلمات وارد ہوئے ہیں

السلام علیکم دارقوم مؤمنین واتاکم ماتوعدون غداً موجلون وانا ان شاءالله بکم لاحقون۔ اللهم اغفرلا هل بقیع الغرقد۔ (رواه مسلم)

تم پر اے مومنو سلامتی ہو تمہارے پاس پہنچا جس کا تم کو وعدہ دیا گیا حسب وعدہ وہ آنے والے ہیں۔ اور انشاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع الغرقد والوں کو بخش دے۔

وفات کے بعد انسان جس چیز سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے

جی ہاں! میت کو اس کے فوت ہونے کے بعد ہر اس چیز کا جو کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے

اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلاثة: صدقة جارية، اوعلم ینتفع به او ولد صالح یدعوله

جب انسان فوت ہو جاتا ہے اس کے اعمال ماسوائے تین کے منقطع ہو جاتے ہیں۔ صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو یا نیک اولاد جو اس کیلئے دعا

کرے۔

میت کو اپنا کوئی بہتر رائج کردہ طریقے کی بناء پر فائدہ پہنچتا ہے جب کہ اس پر کوئی دوسرا عمل کرتا رہے گا۔ جیسا کہ مسلم شریف کی صحیح حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیٔ۔

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کا اجر اسے بھی ملے گا اور جو اس کے بعد عمل کرے گا اس کا اجر بھی، علاوہ اس کے کہ ان کے اجر سے کم کیا جائے اور میت کو اس کی طرف سے صدقہ کرنا بھی نفع بخش ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ "ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو مجھے فائدہ ہو گا آپ نے فرمایا، ہاں! مسند اور سنن میں حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ام سعد فوت ہو گئی ہے تو کونسا صدقہ بہتر رہے گا؟ آپ نے فرمایا "الماء (پانی) تو اس نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کیلئے ہے تو پانی کا پلانا ان صدقات میں سے ہے جن کا اولاد کی جانب سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے

"ونکتب ماقدموا وآثارهم" اور "وان لیس للانسان الا ماسعی"

اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے آثار کو۔ اور انسان کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے کوشش کی۔

اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور سے کہا کہ میرے والد

نے کوئی مال نہیں چھوڑا اور نہ ہی کوئی وصیت کی ہے تو کیا اتنا کافی ہو گا کہ میں اس کی طرف سے صدقہ کروں فرمایا ہاں۔ اور میت کو مسلمانوں کی دعا اور ان کا اس کیلئے بخشش کی دعا کرنا بھی فائدہ مند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق

والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں: اے ہمارے رب ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے ایمان کے ساتھ سبقت لے گئے۔

سنن میں مرفوعا روایت ہے "اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعا" جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کیلئے خلوص دل سے دعا کرو۔ اس بحث میں زندہ لوگوں کی محنت سے جو میت کو فائدہ پہنچا ہے یہی کچھ منقول ہے اور اس میں کوئی ایک دلیل بھی موجود نہیں ہے کہ جس سے محسوس ہوتا ہو یا اس سے مردوں کیلئے قرآن پاک یا کسی خاص سورت (یسین) وغیرہ کو پڑھنا معلوم ہوتا ہو۔ عنقریب انشاءاللہ آپ کیلئے آئندہ صفحات میں مفسرین، محدثین کرام علماء اصول اور مشہور ائمہ مذاہب کے اقوال ذکر کریں گے جس سے مردوں کیلئے (قرآن) نہ پڑھنے پر واضح ثبوت مہیا ہوتا ہے۔

مفسرین کے اقوال

تفسیر امام ابن کثیر

امام صاحب فرمان الہیٰ

ام لم ینبا بمافی صحف موسیٰ۔ و ابراھیم الذی وفّی۔ الاتزر

وازرة وزر أخرى۔ و أن لیس للانسان الاماسعٰی۔ و أن سعیہ سوف یریٰ۔ ثم یجزاہ الجزاء الاوفٰی۔ (النجم)

کیا اس کو ان باتوں کی خبر نہ پہنچی جو موسیٰ کی کتاب تورات کے ورقوں میں ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی کتاب کے ورقوں میں جس میں (اللہ کا حق) پورا ادا کیا کہ نہ بوجھ اٹھائے گا کسی دوسرے کا کوئی بوجھ اٹھانے والا۔ اور کہ آدمی کو اپنی ہی کوشش (ایمان) سے فائدہ ہو گا اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر (قیامت کے دن اس کو) دکھائی جائے گی۔

کہ کوئی نفس جس نے کفر سے یا کسی گناہ سے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے وہ اس کا بوجھ خود اٹھائے گا کوئی دوسرا نہیں جیسا کہ فرمایا

وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منہ شی ولوکان ذاقربیٰ

ان لیس للانسان الاماسعی

کہ انسان کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے محنت کی۔ کہ جب اس پر کسی کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا ایسے ہی اپنے کئے ہوئے کے بغیر کچھ اجر حاصل نہیں کر سکے گا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ

اس آیت کریمہ سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ تلاوت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا کیونکہ یہ اس کا عمل اور محنت نہیں ہے۔ اس لئے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اپنی امت کو نہ شوق دلایا ہے اور نہ ہی ترغیب دی ہے اور نہ ہی کسی حکم یا اشارہ سے اس کی رہنمائی کی ہے اور نہ صحابہ کرام میں سے کسی سے یہ منقول ہے اور اگر یہ خیر ہوتی تو وہ اس میں ہم سے ضرور سبقت لے جاتے، ماسوائے صدقہ اور دعا کے۔ تو اس کے یصال ثواب پر تمام علماء کا اجماع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نصاً ثابت ہے۔

تفسیر امام شوکانی رحمہ اللہ

امام شوکانی نے (وان لیس للانسان الاما سعیٰ) کے مفہوم میں فرمایا ہے کہ اس کیلئے ماسوا اپنی محنت اور اپنے عمل کے کوئی اجر نہیں ہے اور کسی کا عمل کسی دوسرے کو فائدہ مند نہیں ہے۔ جیسا کہ (الحقنا بہم ذریاتہم) میں ہے اور جیسا انبیاء اور ملائکہ کی بندوں کیلئے اور زندوں کی اموات کیلئے دعا کا حکم ہے۔

تفسیر صاحب المنار

اپنی تفسیر المنار میں آیت (ولا تکسب کل نفس الاعلیھا ولا تزر وازرۃ وزر اخری) کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ہر وہ عمل جو تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار سے ایصال ثواب کی خاطر ہو اور اس کیلئے اوقات مخصوص کئے جائیں بدعت اور غیر شرعی ہے۔ مختصراً اگر اس کی دنیا میں کوئی بنیاد ہوتی تو سلف اس سے بے خبر نہ رہتے اور اگر اس کو جان لیتے تو پھر اس پر عمل کرنے میں سستی نہ کرتے۔ اور فرمایا مردوں کیلئے سورہ یسین کی تلاوت والی حدیث صحیح نہیں ہے اگرچہ اس سے مراد وہ شخص بھی ہو جو قریب المرگ ہے۔ اس لئے کہ اس ضمن میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ محدث دار قطنی نے کہا ہے۔ مزید جان لیجئے کہ جو عام و خاص میں فاتحہ خوانی کی رسم مروج ہے وہ کسی صحیح اور نہ ہی ضعیف حدیث میں وارد ہے بلکہ وہ سابقہ نصوص قطعیہ کی روشنی میں بدعت ہے۔ لیکن علماء کا روپ دھارنے والوں نے اس سے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ الخ

واخشوا یوماً لایجزی والد عن ولدہ ولامولود ھوجاز عن

والدہ شیئاً

اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنی اولاد اور کوئی اولاد اپنے ماں باپ سے کچھ کفایت نہ کرے گا۔

اور آنحضرت ﷺ نے اپنی قریب ترین خاندان تک کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچادیا تھا کہ:

اعملوا لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً
عمل کرو میں تمہیں اللہ سے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اور یقیناً آخرت میں نجات کا دارومدار اس تزکیہ نفس پر ہے جو ایمان اور عمل صالح سمیت ہو۔

ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ تلاوت قران کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا جب کہ وہ بامعاوضہ ہو اور ایسی صورت میں لیا ہوا مال حرام تصور ہوگا۔ لینے اور دینے والا دونوں ہی گنہگار ہوں گے۔ خوب سمجھ لیجئے اور جناب رشید رضا نے حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ ان سے قرآن کریم کی اس قراءت کے متعلق سوال کیا گیا جس کے بعد یہ کہا جائے

اللھم اجعل ثواب ما قراتہ زیادۃ فی شرف سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کے ثواب سے جناب رسول اللہ ﷺ کے شرف میں اضافہ فرما؟

توانہوں نے ارشاد فرمایا

ھذا مخترع من متاخری القراء لا اعرف لھم سلفاً
یہ بدعت ہے جو بعد والے قراء کی جانب سے بنائی گئی ہے اس کی گذشتہ (علماء

باقی صـ۲۳ پر